جہانِ تازہ
ف۔ ر۔ ی

مفادات

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ابدی صداقتوں میں یہ اصول تاقیامت بیان فرمادیا ''اے عقلمندو! قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے'' یہ اصول' ضابطہ واضح کرتا ہے کہ اگر زندہ رہنا چاہتے ہوتو برابری کی بنیاد پر زندہ رہو۔ کیونکہ جب طاقتور کو یہ معلوم ہوگا کہ بنیادی حقوق میں ایک کمزور' غریب اور مزدور یا ملازم میرے برابر ہے' اگر میں نے اس کے حقوق کے سلسلہ میں اس کی حق تلفی کی یا اسے غصب کیا تو مجھے اس کا بدلہ دینا ہوگا اور اس کی تلافی کرنا پڑے گی تو کوئی طاقتور' سرمایہ دار' فیکٹری کا مالک یا افسر ظلم' زیادتی کا سوچ بھی نہیں سکے گا کیونکہ اُسے معلوم ہے کہ اگر میں دوسرے کو زندہ رہنے کا حق دوں گا تو درحقیقت میں اپنے زندہ رہنے کے حق کا تحفظ کروں گا۔ تب کوئی ناحق کسی دوسرے کی جان کے درپہ نہیں ہوگا اور اگر اسے یہ معلوم ہو کہ مجھے کوئی روکنے والا نہیں' میرا ہاتھ پکڑنے والا نہیں یا میں کسی پر ظلم کروں گا تو مجھ سے کوئی بدلہ نہیں لے سکتا تو وہ بلا دھڑک فتنہ وفساد برپا کرے گا۔ اس لیے ایک عام آدمی سے لے کر ارباب حکومت اور سربراہان مملکت تک ہر آدمی کو یہ جان لینا چاہیے کہ زندگی کا تحفظ بدلہ لینے میں ہے۔ اگر قصاص کا نظام نافذ ہے تو ذاتی زندگی سے لے کر قوم' ملک کے ہر فرد کی زندگی محفوظ ہے' ورنہ ہر کوئی غیر محفوظ۔

وطن عزیز پاکستان میں اگرچہ قیامِ پاکستان سے ہی قوم کو ایسی لیڈر شپ نصیب ہوئی جو قومی' ملکی اور اجتماعی مفادات پر اپنی ذاتی اغراض اور مفاد کو ترجیح دیتی رہی اور اس کا مطمع نظر اول' آخر اپنی ذات ہی رہی' اگر کسی رہنما نے خلوص سے ملک وقوم کی خدمت کرنا بھی چاہی تو اسے رستے سے ہٹا دیا گیا۔ خصوصاً جب سے آمریت کا دور شروع ہوا تو یہ سوچ مزید پروان چڑھی کہ ''جس کی لاٹھی اُس کی بھینس۔'' کیونکہ

ہر ڈکٹیٹر طاقت کے زور سے حکومت پر قبضہ کرتا ہے اور پھر اس قبضے کو برقرار رکھنے اور مضبوط کرنے کے لیے وہ ڈنگ ٹپاؤ پالیسی اختیار کرتا ہے' جس کی وجہ سے روزانہ کے حالات کے مطابق وہ اپنی ترجیحات متعین کرتا ہے۔

پاکستانی تاریخ کے تیسرے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کے دور کو لے لیجیے۔ ملک میں منشیات اور اسلحے کی فراوانی اور فروغ سے تو نظریں بند کی ہی تھیں' ساتھ ساتھ گروہی' لسانی اور فرقہ وارانہ اختلاف کو نہ صرف ہوا دی بلکہ انہیں خوب پروان چڑھایا۔ کیونکہ اُسے اپنے اقتدار کے لیے قوم کی تقسیم اور آپس میں الجھاؤ اور قتل وغارت کی پالیسی فائدہ مند نظر آئی۔ خصوصاً سندھ میں پیپلز پارٹی کا توڑ کرنے کے لیے دیہی اور شہری حلقوں میں تقسیم کا بیج بویا اور نفرتوں کو پروان چڑھایا۔ ان مقاصد کی مستقل نگہداشت کے لیے ایم کیو ایم کو جنم دیا اور پھر اسے چُلیوں دودھ پلا کر پالا پوسا گیا۔ آج یہ ناگ اس قدر طاقتور ہو چکا ہے کہ ہر کسی کو ڈسنے کو دوڑتا ہے اور دو تہائی سے بھی زیادہ طاقت سے مسلح افراد یا لیڈر بھی بجائے اس کا سر کچلنے کے یا کم از کم اُسے اپنی اوقات میں رکھنے کے اسے مزید پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کرنے کی فکر میں ہیں۔ مقصد شاید آمروں اور ڈکٹیٹروں کی سوچ سے بھی زیادہ بلند کہ اپنا دورِ حکومت خیریت سے گزر جائے اور اپنی حکومت کے لیے کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔ قوم بھلے پہلے سے زیادہ عذاب میں مبتلا ہو جائے۔ جنرل ضیاء الحق کے بعد بھی بے نظیر اور نواز شریف کی قیادت میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کی حکومت بنی تو انہوں نے اپنے وقتی مفادات کے لیے ایم کیو ایم سے گٹھ جوڑ کر کے وقت گزاری کا فارمولا اپنایا۔ جبکہ ایم کیو ایم کسی بازاری حسینہ کی طرح دونوں بار یا باری باری چکمہ دے کر اپنا آپ سنوارتی رہی اور پہلے سے زیادہ طاقت کے حصول کے لیے کوشاں رہی اور اب بھی شریک اقتدار ہونے کے لیے خوشامد' چاپلوسی اور ڈراؤ دھمکاؤ سمیت ہر حربہ استعمال کر رہی ہے۔ کیونکہ اپنے جرائم کو چھپانے اور ان کی سزا سے بچنے کے لیے اقتدار میں رہنا ایم کیو ایم کی مجبوری ہے۔ تا آنکہ جنرل پرویز مشرف نے اس قوت کی نا صرف آبیاری کی بلکہ اس طاقت کو اپنے اقتدار کے لیے استعمال بھی کیا اور اس کا جو طریقہ کار اختیار کیا گیا وہ پاکستانی تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے اور اس پر حکمرانوں نے عموماً اور جنرل پرویز نے خصوصاً جو طرز عمل اختیار کیا' وہ اس سے بھی زیادہ شرمناک۔

موجودہ حالات اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ جنرل پرویز مشرف نے اپنے پیش روؤں

سے بھی بڑھ کر اس ناسور کی نگہداشت کی اور اسے موجودہ حالات سے بچانے کی بھرپور سعی کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنرل صاحب جب بھی سندھ جاتے تو کہتے ''میں بھی سندھی ہوں۔ سندھ کے مفاد کے خلاف کوئی کام نہیں ہوگا بلکہ میں خود سندھ کے مفادات کا تحفظ کروں گا۔'' کراچی میں اپنے مہاجر ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتے۔ شاید آج کی ضرورتوں کے پیش نظر ہی جنرل صاحب اس ناسور کو پورے ملک میں پھیلانا چاہتے تھے اور چاروں صوبوں میں ان کو نمائندگی دلانا چاہتے تھے۔ اگر ایم کیو ایم کی زندگی میں 12 مئی نہ گزرا ہوتا تو شاید آج کے حالات بھی مختلف ہوتے۔

اب جناب زرداری صاحب بھی اسی ڈگر پر چل نکلے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ گندگی کو قالین کے نیچے ہی دبے رہنا چاہیے۔ زرداری صاحب! اس گندگی کی سرانڈ مستقبل میں شاید آپ ہی زیادہ محسوس کریں گے۔ اسی لیے اس قالین کے نیچے دبانے کی بجائے اس کی صفائی کا بندوبست کیا جائے' ورنہ ملہم شہزاد کا یہ پیغام تو آپ نے سن لیا ہوگا کہ ''پیپلز پارٹی یاد رکھے سندھ اسمبلی کی عمارت کراچی میں ہے۔'' حالانکہ ایم کیو ایم کراچی اور حیدر آباد میں صرف غنڈہ گردی' دہشت گردی اور .... کے بل بوتے پر ہی زندہ ہے۔ آج اگر صاف' شفاف انتخابات ہوں تو یہ گروہ بمشکل دس پندرہ فیصد ووٹ لے سکے۔ کیونکہ کراچی کے لوگ ان کی بدمعاشی سے اس قدر تنگ آئے ہوئے ہیں کہ وہ اب لُو چلنے کی دعائیں مانگتے ہیں۔ نہ کوئی سڑک محفوظ ہے اور نہ کوئی گلی۔ پوش علاقوں اور کچی آبادیوں کی تقسیم ہی جرائم کے اعتبار سے ختم ہوگئی ہے۔ سرعام روک کر نقدی' موبائل چھین لیے جاتے ہیں۔ پولیس نہ صرف خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتی ہے' بلکہ بوقت ضرورت مجرموں کی کھلم کھلا حمایت اور تعاون کرتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ پہلے سے زیادہ شرمناک واردات اور جرم کا ارتکاب کرتی ہے۔ 12 مئی 2007ء کو راستے بند کر کے سڑکوں پر انسانی جانوں کا اس طرح شکار کیا گیا جس طرح جنگل میں پرندوں کا بھی نہیں کیا جاتا۔ اگر ان کے اس جرم پر ان کا مواخذہ ہوتا' قصاص لیا جاتا تو 9 اپریل 2008ء کو زندہ انسانوں کو آگ لگا کر نہ جلایا جاتا۔

مگر اس وقت بھی جنرل پرویز مشرف نے ان کی پیٹھ ٹھونکی اور اسلام آباد میں رنگ و نور کی محفل میں یہ فرمان جاری کیا ''جس نے عوامی قوت کا مظاہرہ دیکھنا ہو وہ کراچی میں دیکھ لے۔ میں کہتا ہوں عوام کی طاقت کے سامنے نہ آؤ۔ جو عوام کی قوت سے ٹکرائے گا وہ کچلا جائے گا۔'' مزید فرمایا ''کراچی ایم کیو

ایم کا شہر ہے وہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ چیف جسٹس اپنے ساتھیوں سمیت ان کے علاقے میں دندناتا پھرے۔'' اور 9 اپریل کے واقعہ پر جنرل نے یوں تبصرہ فرمایا: ''یہ کراچی میں ارباب رحیم اور لاہور میں شیر افگن پر تشدد کا عوامی ردعمل ہے۔'' زندہ جلائے جانے والوں کے لیے ہمدردی کا کوئی لفظ نہیں' مگر شرپسندوں کی درندگی کو عوامی ردعمل کا نام دیا جا رہا ہے۔ کیا ارباب رحیم اور شیر افگن کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کو بھی ان کے دورِ حکومت کی کرتوتوں کا ردِعمل ہی کہا جائے گا......؟

جناب زرداری! کوئی شبہ نہیں کہ آپ اپنے مفادات کے حصول اور تحفظ کے لیے ہر دروازے پہ جا رہے ہیں اور یہ بھی تو مفادات ہی کا شاخسانہ ہے کہ عدلیہ کی آزادی اور ججز کی بحالی کے سلسلہ میں لیت ولعل سے کام لیا جا رہا ہے۔ کیونکہ جنرل سے زیادہ شاید ہمارے سیاستدان آزاد عدلیہ سے خوفزدہ ہے۔ مسلم لیگ ہو یا پیپلز پارٹی' کسی کی قیادت بھی موجودہ ججز خصوصاً جسٹس افتخار کی بحالی میں مخلص نہیں۔ صرف مفادات ہیں۔ نواز شریف سمجھتا ہے کہ اگر جج بحال ہو گئے تو وہ پھر بھی سرخرو' اگر نہ بحال ہوئے تب بھی معقول عذر ہو گا کہ ہم تو چاہتے تھے مگر پیپلز پارٹی نے تعاون نہیں کیا اور ہمارے پاس اکثریت نہیں تھی۔ دونوں صورتوں میں آئندہ الیکشن میں اسے کیش کروایا جائے گا ورنہ یہ وہی نواز شریف ہے' جس کے دورِ حکومت میں عدالتوں میں توڑ پھوڑ کی گئی اور بعض ججوں کو قتل کرنے کے لیے حملے کیے گئے اور بعض کی گرفتاری کے پروگرام بنے۔ رہی پیپلز پارٹی تو اسے معلوم ہے ججز کی بحالی کی قیمت اُسے فوراً چکانا ہو گی۔ آزاد عدلیہ سے تو روزانہ کی بنیاد پر تھوک کے حساب سے مقدمات ختم ہونے کی توقع رکھنا ایک دیوانے کا خواب ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑی تیزی سے مقدمات کا خاتمہ کر کے زرداری وہمنواؤں کو پوتر کیا جا رہا ہے۔ لیکن خدارا یہ مفادات ملک' قوم کی عزت' آبرو' استحکام کی قیمت پر حاصل نہ کیجیے' بلکہ آپ کے پاس موقعہ ہے انتقام نہ لیجیے' زیادتی نہ کیجیے۔ لیکن کم از کم 12 مئی 2007 اور 9 اپریل 2008ء کے واقعات کی منصفانہ تحقیق کر کے مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لائیے اور انہیں قرار واقعی سزا دیجیے۔ کراچی سمیت پورے ملک میں امن ہو گا۔ آپ کی بھی حکومت مضبوط ہو گی' قوم آپ کو نجات دہندہ بھی کہے گی اور دعاؤں کے ڈھیر لگا دے گی۔ ورنہ تنگ آمد بجنگ آمد۔ قوم نے آنے حکمرانوں کے لیے ارباب رحیم اور شیرِ افگن کو بطور نمونہ پیش کر دیا ہے۔

بقیہ ترجمۃ القرآن

اس نماز کی اہمیت کی وجہ سے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے زندگی کے آخری لمحات میں فرمایا تھا ''الصلاۃ الصلاۃ'' کہ نماز قائم کرنا۔ نماز قائم کرنا۔ قرآن حکیم کی سورۃ مریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قومیں نماز جیسے اہم فریضہ کو ضائع کر دیتی ہیں اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں غرق ہو جاتی ہیں وہ ان کے نااہل ہونے کی علامت ہوتی ہے اور یہ زوال اور انحطاط کی طرف پہلا قدم ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں رب کریم کا فرمان ہے:

﴿فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلاة واتبعوا الشهوات﴾ (مریم:۵۹)

نماز جیسے اہم فریضے کی ادائیگی اس کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکومت کے تمام ملازمین کو ایک حکم نامہ جاری فرمایا تھا تاکہ وہ اپنے دیگر فرائض کو کماحقہ ادا کر سکیں۔ جیسا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حدیث کی کتاب موطا امام مالک میں نقل فرمایا ہے: ((ان اهم امور كم عندى الصلاة فمن حفظها و حافظ عليها حفظ دينه و من ضيعها فهو لماسواها اضيع))

بے شک میرے نزدیک تمہارے تمام کاموں میں اہم ترین کام نماز کی حفاظت ہے۔ پس جس نے اس کی حفاظت اور پابندی کی تو اس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا اور جس نے اس کو ضائع کر دیا تو وہ دیگر کاموں کو بالاولیٰ ضائع کرنے والا ہوگا۔ لہٰذا نماز کی اہمیت و فرضیت کی وجہ سے نئے حکمرانوں سے گزارش ہے کہ وہ تمام سرکاری ملازمین اور عوام الناس کو نماز کی پابندی سے ادا کرنے کے بارے سختی سے آرڈر جاری کریں اور خود بھی اس کی پابندی کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

بقیہ ترجمۃ الحدیث

جب صبح ہوئی اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا تم نے آج کی رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر بڑا خوش ہوا ہے۔

قارئین کرام! مذکورہ بالا حدیث میں مہمان کی خدمت (جو کہ بھوک سے نڈھال تھا) کے لیے قربانی اور ایثار و ہمدردی و غمگساری کی ایک انتہائی نادر مثال پیش کی گئی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے۔ اور انصاری صحابی کی تعریف میں آیت نازل فرمائی۔

﴿يؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة﴾ (سورۃ الحشر:۹)

اگر صحابہ والا جذبہ ایثار اور ہمدردی و غمگساری دل میں پیدا ہو جائے تو پھر ہر اسلامی معاشرہ میں کوئی عورت اپنے بچوں سمیت بھوک کی وجہ سے خودکشی نہیں کرے گی۔ اسلام میں تو جانوروں کا بھی حق ہے کہ انہیں زندہ رہنے کے لیے کچھ نہ کچھ کھانے کے لیے دیا جائے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں تو شاید اب انسانوں کو بھی زندہ رہنے کا حق نہیں......؟ کیوں......؟

☆......☆......☆......☆......☆......☆

MONTHLY REG. 7794 FAISALABAD

TARJIMAN-UL-HADITH

جامعہ سلفیہ کیلئے فراہمی گندم

جامعہ سلفیہ ایک ایسی علمی درسگاہ ہے جہاں سے تشنگان علوم دینیہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے اندرون اور بیرون ممالک سے حاضر ہوتے ہیں اور جو اس وقت تک سند فراغت حاصل کر چکے ہیں وہ ملک کے اطراف واکناف میں مختلف شعبوں میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں

جامعہ سلفیہ کے اخراجات میں ایک اہم مسئلہ خوراک کا ہے جسے احباب جماعت فراہمی گندم کی شکل میں پورا کرتے ہیں چونکہ گندم کی فصل کا آغاز ہو چکا ہے۔

احباب جماعت سے گذارش ہے کہ وہ حسب سابق

پوری گرم جوشی کے ساتھ تعاون فرمائیں

Tel: 041-8780274
041-8780374
Fax: 041-8782375

ادارہ جامعہ سلفیہ حاجی آباد فیصل آباد

تعاون کا منتظر

Mr. Baig 0300-6633160